

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چودھواں پارہ

باب غار والوں کا قصہ۔

۵۳- بَابُ حَدِيثِ الْغَارِ

تَشْرِیح پارہ نمبر ۱۳ کے خاتمہ پر اصحاب کف کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ اس لئے مناسب ہوا کہ پارہ نمبر ۱۴ کو غار والوں کے ذکر سے شروع کیا جائے۔ بعض علماء نے آیت شریفہ ﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اُضْحِكَ بِكَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا ﴾ (۱ لکھت: ۹) میں رقیم والوں سے یہ لوگ جن کا ذکر اس حدیث میں ہے یہ مراد لئے، واقعہ ہمت ہی عجیب ہے مگر ﴿ ان اللہ علی کل شئی قَدِیر ﴾ کے تحت قدرت الہی سے کچھ بعید بھی نہیں ہے۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ عقب المصنف قصۃ اصحاب الکھف بحديث الغار اشارة الى ماوردانه قد قيل ان الرقيم المذكور في قوله تعالى ام حسب ان اصحاب الكهف والرقيم هو الغار الذي اصاب فيه الثلاثة ما اصابهم وذاك فيما اخرجه البزار والطبرانی باسناد حسن عن النعمان بن بشير انه مع النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الرقيم قال انطلق ثلاثة فكانوا في كهف فوق الجبل على باب الكهف فاوحد عليهم فذكر الحديث (فتح الباری) یعنی حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اصحاب کف کے ذکر کے بعد حدیث غار کا ذکر فرمایا جس میں آپ نے اشارہ فرمایا کہ آیت کریمہ ﴿ ام حسب ان اصحاب الکھف والرقيم ﴾ میں رقیم والوں سے وہ غار والے مراد ہیں جو تین تھے اور اچانک وہ پہاڑ کی چٹان گرنے سے اس مصیبت میں پھنس گئے تھے جیسا کہ بزار اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سار رسول اللہ ﷺ سے آپ رقیم والوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ تین ساتھی چلے جا رہے تھے۔ وہ ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے کہ ان پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور ان کو وہاں بند ہونا پڑا پھر اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا اور وہاں سے ان کو نجات بخشی۔

۳۴۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ (۳۴۶۵) ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسر نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عمر نے، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچھلے زمانے میں (بنی اسرائیل میں سے) تین آدمی کہیں راستے میں جا رہے تھے کہ اچانک بارش نے انہیں آلیا۔ وہ تینوں پہاڑ کے ایک کھوہ (غار) میں گھس گئے (جب وہ اندر چلے گئے) تو غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں یوں کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہمیں اس مصیبت سے اب تو صرف سچائی ہی نجات دلائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اب ہر شخص اپنے کسی ایسے عمل کو

۳۴۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُونَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ، فَأَوَّوْا إِلَى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّهُ وَاللَّهِ يَا هَؤُلَاءِ لَا يُنْجِيكُمْ إِلَّا

بیان کر کے دعا کرے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ ایک نے اس طرح دعا کی، اے اللہ! تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس نے ایک فرق (تین صاع) چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص (غصہ میں آکر) چلا گیا اور اپنے چاول چھوڑ گیا۔ پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی۔ اس سے اتنا کچھ ہو گیا کہ میں نے پیداوار میں سے گائے بیل خرید لئے۔ اس کے بست دن بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائے بیل کھڑے ہیں، ان کو لے جا۔ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر ہونا چاہئے تھا۔ میں نے اس سے کہا یہ سب گائے بیل لے جا کیونکہ اسی ایک فرق کی آمدنی ہے۔ آخر وہ گائے بیل لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ ایمانداری میں نے صرف تیرے ڈر سے کی تھی تو تو غار کا منہ کھول دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے ماں باپ جب بوڑھے ہو گئے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات میں اپنی بکریوں کا دودھ لا کر پلایا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے میں دیر سے آیا تو وہ سو چکے تھے۔ ادھر میرے بیوی اور بچے بھوک سے بلبلارہے تھے لیکن میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلا لوں، بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے انہیں بیدار کرنا بھی پسند نہیں تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا (کیونکہ یہی ان کا شام کا کھانا تھا اور اس کے نہ پینے کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتے) پس میں ان کا وہیں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل دور کر دے۔ اس وقت وہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا اور اب آسمان نظر آنے لگا۔ پھر تیسرے شخص نے یوں دعا کی، اے اللہ! میری ایک بچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے ایک بار اس سے صحبت کرنی چاہی، اس نے انکار کیا مگر اس شرط پر تیار ہوئی کہ میں

الصَّدَقُ، فَلْيَذْغُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ صَدَقَ فِيهِ.. فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَجِيرٌ عَمِلَ لِي عَلَى فَرْقٍ مِنْ أَرْزٍ، فَذَهَبَ وَتَرَكَنِي، وَأَنْتَ عَمَدْتُ إِلَى ذَلِكَ الْفَرْقِ فَزَرَعْتُهُ، فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا، وَأَنَّهُ أَتَانِي يَطْلُبُ أَجْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: اغْمِذْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا، فَقَالَ لِي: إِنَّمَا لِي عِنْدَكَ فَرْقٌ مِنْ أَرْزٍ. فَقُلْتُ لَهُ: اغْمِذْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا مِنْ ذَلِكَ الْفَرْقِ. فَسَاقَهَا. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. فَانْسَاخَتْ عَنْهُمْ الصَّخْرَةُ. فَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ آتِيَهُمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَلْبَنٍ عَنَّمِ لِي، فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً، فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا؛ وَأَهْلِي وَعِيَالِي يَتَصَاغَوْنَ مِنَ الْجُوعِ، فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَوْقِظَهُمَا، وَكَرِهْتُ أَنْ أَدْعُهُمَا فَيَسْتَكْبِرَا لِشَرِبَتِيهِمَا، فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. فَانْسَاخَتْ عَنْهُمْ الصَّخْرَةُ حَتَّى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةٌ عَمٌّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَأَنْتَ رَاوَدْتَهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا

اسے سوا شرفی لا کر دے دوں۔ میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لئے کوشش کی۔ آخر وہ مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔ اس نے مجھے اپنے نفس پر قدرت دے دی۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ چکا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑ۔ میں (یہ سنتے ہی) کھڑا ہو گیا اور سو اشرفی بھی واپس نہیں لی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل دور کر دی اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

بِمَا نَةِ دِينَارٍ، فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ، فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَذَفَعْتُهَا إِلَيْهَا، فَأَمَكَّتَنِي مِنْ نَفْسِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَتْ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْضُ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِينَارٍ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا، فَفَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا)).

[راجع: ۲۲۱۵]

تَشْرِیح

اس حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وفيه فضل الاخلاص في العمل و فضل بر الوالدین و خد منهما و ايثارهما على الولد و تحمل المشقة لاجلهم و قد استشكل تركه اولاده الصغار يبيكون من الجوع طول ليلتهما مع قدرته على تسكين جوعهم فقيل كان شرعهم تقديم نفقة غيرهم و قيل يحتمل ان بكاءهم ليس عن الجوع قد تقدم ما يردده و قيل لعلمهم كانوا يطلبون زيادة على سدر المرق و هذا أولى و فيه فضل العفة و الانكفاف عن الحرام مع القدرة و ان ترك المعصية يمحو مقدمات طلبها و ان التوبة تجب ما قبلها و فيه جواز الاجارة بالطعام المعلوم بين المتاجرین و فضل اداء الامانة و اثبات الكرامة للصالحين۔ (فتح الباری) یعنی اس حدیث سے عمل میں اخلاص کی فضیلت ثابت ہوئی اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کی اور یہ کہ ماں باپ کی رضا جوئی کے لئے ہر ممکن مشقت کو برداشت کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اس شخص نے اپنے بچوں کو رونے ہی دیا اور ان کو دودھ نہیں پلایا اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کی شریعت کا حکم ہی یہ تھا کہ خرچ میں ماں باپ کو دو سروسوں پر مقدم رکھا جائے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان بچوں کو دودھ تھوڑا ہی پلایا گیا اس لئے وہ روتے رہے، اور اس حدیث سے پاکبازی کی بھی فضیلت ثابت ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے پہلی غلطیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں اور اس سے یہ بھی جواز نکلا کہ مزدور کو طعام کی اجرت پر بھی مزدور رکھا جا سکتا ہے اور امانت کی ادائیگی کی بھی فضیلت ثابت ہوئی اور صالحین کی کرامتوں کا بھی اثبات ہوا کہ اللہ پاک نے ان صالح بندوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس پتھر کو چٹان کے منہ سے ہٹا دیا اور یہ لوگ وہاں سے نجات پا گئے۔ رحمہم اللہ اجمعین۔ نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے واقعہ اصحاب کف کے بعد حدیث غار کا ذکر فرمایا جس میں اشارہ ہے کہ آیت قرآنی ﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اُصْحَبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ﴾ (۱ لکھت: ۹) میں رقیم سے یہی غار والے مراد ہیں جیسا کہ طبرانی اور بزار نے سند حسن کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ رقیم کا ذکر فرماتے ہوئے آپ نے ان تینوں شخصوں کا ذکر فرمایا جو ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور جن پر پتھر کی چٹان گر گئی تھی اور اس غار کا منہ بند کر دیا تھا۔ تینوں میں مزدوری پر زراعت کا کام کرانے والے کا ذکر ہے۔ امام احمد کی روایت میں اس کا قصہ یوں مذکور ہے کہ میں نے کئی مزدور اس کی مزدوری ٹھہرا کر کام پر لگائے۔ ایک شخص دوپہر کو آیا میں نے اس کو آدمی مزدوری پر رکھا لیکن اس نے اتنا کام کیا جتنا اوروں نے سارے دن میں کیا تھا میں نے کہا کہ میں اس کو بھی سارے دن کی مزدوری دوں گا۔ اس پر پہلے مزدوروں میں سے ایک شخص غصے میں ہوا۔ میں نے کہا بھائی تجھے کیا مطلب ہے۔ تو اپنی مزدوری پوری لے لے۔ اس نے غصے میں اپنی مزدوری بھی نہیں لی اور چل دیا۔ پھر آگے وہ ہوا جو روایت میں مذکور ہے۔ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان تینوں میں افضل تیسرا شخص تھا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا شہوت آدمی پر بہت غلبہ کرتی ہے اور یہ شخص سب سامان ہوتے ہوئے محض خوف خدا سے بدکاری سے باز رہ گیا اس کا درجہ صدیقین میں ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے حضرت

یوسف علیہ السلام کو صدیق اسی لئے فرمایا کہ انہوں نے زینحاکے اصرار شدید پر بھی برا کام کرنا منظور نہیں کیا اور دنیا کی سخت تکلیف برداشت کی۔ ایسا شخص بموجب نص قرآنی جنتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾ (النازعات ۴۰، ۴۱) یعنی جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات حرام سے روک لیا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ جعلنا اللہ منہم آمین۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کیلئے اعمال صالحہ کو پیش کرنا جائز طریقہ ہے اور دعاؤں میں بطور وسیلہ وفات شدہ بزرگوں کا نام لینا یہ درست نہیں ہے۔ اگر درست ہوتا تو یہ غار والے اپنے انبیاء و اولیاء کے ناموں سے دعا کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اعمال صالحہ کو ہی وسیلہ میں پیش کیا۔ اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے ان لوگوں کو جو اپنی دعاؤں میں اپنے ویلوں، پیروں اور بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں غور کرنا چاہیے کہ وہ ایسا عمل کر رہے ہیں جس کا کوئی ثبوت کتاب و سنت اور بزرگان اسلام سے نہیں ہے۔ آیت شریفہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ الخ (المائدہ: ۳۵) میں بھی وسیلہ سے اعمال صالحہ ہی مراد ہیں۔

۵۴- باب

باب

(۳۴۶۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار (نام نامعلوم) ادھر سے گزرا، وہ اس وقت بھی بچے کو دودھ پلا رہی تھی (سوار کی شان دیکھ کر) عورت نے دعا کی اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ اس سوار جیسا نہ ہو جائے۔ اسی وقت (بقدرت الہی) بچہ بول پڑا۔ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ اور پھر وہ دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک (نام نامعلوم) عورت کو ادھر سے لے جایا گیا، اسے لے جانے والے اسے گھٹیت رہے تھے اور اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ماں نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا، لیکن بچے نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا (پھر تو ماں نے پوچھا، ارے یہ کیا معاملہ ہے؟ اس بچے نے بتایا کہ سوار تو کافر و ظالم تھا اور عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ تو زنا کراتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے، وہ میری پاک دامنی جانتا ہے) لوگ کہتے کہ تو چوری کرتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ میری

۳۴۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرَضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرَضِعُهُ إِذْ قَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْ ابْنِي حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ هَذَا. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَنِي مِثْلَهُ. ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّوْبِ. وَمَرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرِّزُ وَيُلْعَبُ بِهَا، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَ ابْنِي مِثْلَهَا. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا. فَقَالَ: أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ لَهَا: تَزْنِي، وَتَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ. وَيَقُولُونَ: تَسْرِقُ، وَتَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ)).

پاک دامنی جانتا ہے)

شیر خوار بچے کا یہ کلام قدرت الہی کے تحت ہوا۔ بچے نے اس ظالم و کافر سوار سے اظہار بیزاری اور عورت مومنہ و مظلومہ سے اظہار ہمدردی کیا۔ اس میں ہمارے لئے بہت سے درس پوشیدہ ہیں۔ اس میں دیدار و متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے کہ وہ کبھی بھی دنیا داروں کے عیش و آرام اور ان کی ترقیات دنیوی سے اثر نہ لیں بلکہ سمجھیں کہ ان بد دینوں کے لئے یہ خدا کی طرف سے مہلت ہے۔ ایک دن موت آئے گی اور یہ سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔ اسلام بڑی بھاری دولت ہے جو کبھی بھی ذائل نہ ہوگی۔

۳۴۶۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((بَيْنَمَا كَلَبُ يُطِيفُ بِرَكْبَةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْغَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَتَزَعَّتْ مَوْفَهَا فَسَقَتُهُ، فَفَقِرَ لَهَا بَدَ)). [راجع: ۳۳۲۱]

۳۴۶۷- ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ کما کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب نے اور انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت سے اس کی جان نکل جانے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کتے کو پانی پلایا اور اس کی مغفرت اسی عمل کی وجہ سے ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ جانور کو بھی پانی پلانے میں ثواب ہے۔ یہ غلوں کی برکت تھی کہ ایک نیکی سے وہ بدکار عورت بخش دی گئی۔

۳۴۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ : سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ - غَامٌ حَجٌّ - عَلَى الْمُنْبَرِ، فَتَنَاولَ قِصَّةً مِنْ شَعْرِ - كَانَتْ فِي يَدَيْ حَرَسِيٍّ - فَقَالَ : يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، أَيْنَ غُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ : ((إِنَّمَا هَلَكْتَ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاءَهُمْ)). [أطرافه في: ۵۹۳۸، ۵۹۳۲، ۳۴۸۸]

۳۴۶۸- ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا ایک سال جب وہ حج کے لئے گئے ہوئے تھے تو منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے پیشانی کے بالوں کا ایک گچھا لیا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے مدینہ والو! تمہارے علماء کدھر گئے ہیں بنی کریم رضی اللہ عنہم سے سنا ہے۔ آپ نے اس طرح (بال جوڑنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی جب (شریعت کے خلاف) ان کی عورتوں نے اس طرح بال سنوارنے شروع کر دیئے تھے۔

تمہارے علماء کدھر گئے یعنی کیا تم کو منع کرنے والے علماء ختم ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منکرات پر لوگوں کو منع کرنا علماء کا فرض ہے۔ دوسروں کے بال اپنے سر میں جوڑنا مراد ہے۔ دوسری حدیث میں ایسی عورت پر لعنت آئی ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ یہ خطبہ ۶۱ھ سے متعلق ہے۔ جب آپ اپنی خلافت میں آخری حج کرنے آئے تھے، اکثر علماء صحابہ انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت امیر نے جمال کے ایسے افعال کو دیکھ کر یہ تاسف ظاہر فرمایا۔ بنی اسرائیل کی شریعت میں بھی یہ حرام تھا مگر ان کی عورتوں نے اس گناہ کا

ار تکاب کیا اور ایسی ہی حرکتوں کی وجہ سے بنی اسرائیل تباہ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ بحربات کے عمومی ارتکاب سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ قریشی اور اموی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ حضرت معاویہ خود اور ان کے والد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ یہ مولفۃ القلوب میں داخل تھے۔ بعد میں آنحضرت ﷺ کے مراسلات لکھنے کی خدمت ان کو سونپی گئی۔ اپنے بھائی یزید کے بعد شام کے حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے وفات تک حاکم ہی رہے۔ یہ کل مدت بیس سال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تقریباً ۴ سال اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت یہ کل بیس سال ہوئے۔ اس کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ۴۱ھ میں خلافت ان کے سپرد کر دی تو حکومت مکمل طور پر ان کو حاصل ہو گئی اور مکمل بیس سال تک زمام سلطنت ان کے ہاتھ میں رہی۔ بمقام دمشق رجب سر ۶۰ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ آخر عمر میں لقوہ کی بیماری ہو گئی تھی۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کاش میں وادی ذی طویٰ میں قریش کا ایک آدمی ہوتا اور یہ حکومت وغیرہ کچھ نہ جانتا۔ ان کی زندگی میں بہت سے سیاسی انقلابات آتے جاتے رہے۔ انتقال سے پہلے ہی اپنے بیٹے یزید کو زمام حکومت سونپ کر سکدوش ہو گئے تھے۔ مگر یزید بعد میں ان کا کیسا جانشین ثابت ہوا یہ دنیائے اسلام جانتی ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ہند بنت عتبہ بڑی عاقلہ خاتون تھیں۔ فتح مکہ کے دن دوسری عورتوں کے ساتھ انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی تو ہندہ نے عرض کیا کہ میرے خاوند ابو سفیان ہاتھ روک کر خرچ کرتے ہیں جس سے تنگی لاحق ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس قدر لے لو جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے حسب دستور کافی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اور زنا نہ کرو گی، تو ہندہ نے عرض کیا کہ آیا کوئی شریف عورت زنا کار ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو قتل نہ کرو گی تو ہندہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہمارے سب بچوں کو قتل کرا دیا۔ ہم نے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پرورش کیا اور بڑے ہونے پر آپ نے ان کو بدر میں قتل کرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ اسی روز حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

(۳۴۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گزشتہ امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

۳۴۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ لَقَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدِّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ لَأِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). [طرفہ بی : ۳۶۸۹].

لفظ محدث دال کے فتح کے ساتھ ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کے ولی کے دل میں ایک بات ڈال دی جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ درجہ کامل طور پر حاصل تھا۔ کئی باتوں میں ان ہی کی رائے کے مطابق وحی نازل ہوئی۔ اس لئے آپ کو محدث کہا گیا۔

۳۴۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا (۳۴۷۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدی

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ : ((كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ
رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ
يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ : هَلْ
مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ : لَا، فَقَتَلَهُ : فَجَعَلَ يَسْأَلُ،
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَنْتَ قَرِيْبٌ كَذَّاءٌ وَكَذَّاءُ؟
فَأَذْرَكَهُ الْمَوْتُ فَمَالَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا،
فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ
الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي،
وَأَوْحَى إِلَيْهِ هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي، وَقَالَ :
قِيْسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ
بَشِيرٍ، فَعَفِرَ لَهُ)).

نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو صدیق
ناجی بکر بن قیس نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم
ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس نے
ننانوے خون ناحق کئے تھے پھر وہ (نام ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا۔ وہ ایک
درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، کیا اس گناہ سے توبہ قبول
ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر
اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر
وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں
بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت
واقع ہو گئی۔ مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔
آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا۔
(کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو
(جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو
جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش
سے دور ہو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا
فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا)
ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لئے وہ بخش دیا گیا۔

جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اس کا نام نصرہ بتایا گیا ہے۔ وہاں ایک بڑا درویش رہتا تھا مگر وہ قاتل اس بستی میں پہنچنے سے پہلے
راستے ہی میں انتقال کر گیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اللہ کی طرف
رجوع ہو کر نکلا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو قاتل مومن
کی توبہ کی قبولیت کے قائل ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ قال عیاض وفيه ان التوبة تنفع من القتل كما تنفع من سائر الذنوب (فتح الباری)
یعنی قاتل ناحق سے توبہ کرنا ایسا ہی نفع بخش ہے جیسا کہ اور گناہوں سے۔

(۳۴۷۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج
نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لئے جا رہا تھا کہ

۳۴۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ

وہ اس پر سوار ہو گیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (بقدرت الہی) کہا کہ ہم جانور سواری کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہماری پیدائش تو کھیتی کے لئے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی۔ حالانکہ یہ دونوں وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھڑیے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا (بقدرت الہی) بولا، آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا لیکن درندوں والے دن میں (قرب قیامت) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہو گا؟ لوگوں نے کہا، سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس بات پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ حالانکہ وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے مصر سے، انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، انہوں نے ابو سلمہ سے روایت کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

[راجع: ۲۳۲۴]

کشیح آنحضرت ﷺ کو حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی قوت ایمانی پر یقین تھا۔ اسی لئے آپ نے ان کو اس پر ایمان لانے میں شریک فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے گائے کو اور بھیڑیے کو کلام کرنے کی طاقت دے دی۔ اس میں دلیل ہے کہ جانوروں کا استعمال ان ہی کاموں کے لئے ہونا چاہئے جن میں بطور عادت وہ استعمال کئے جاتے ہیں (فتح الباری)

۳۴۷۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ؛ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا

(۳۳۷۲) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا اور مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جا۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا لیکن پہلے مالک نے کہا

کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہوں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرے ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور سونا انہیں پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔

اَشْتَرْتُمْ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَنْبَغْ مِنْكَ الذَّهَبَ. وَقَالَ الَّذِي لَهٗ الْاَرْضُ: اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا، فَتَحَاكَمَا اِلَيَّ رَجُلًا. فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا اِلَيْهِ: اَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ اَحَدُهُمَا: لِيْ غُلَامٌ، وَقَالَ الْاُخَرُ: لِيْ جَارِيَةٌ، قَالَ: اُنْكِحُوهُمَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَاَنْفِقُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَتَصَدَّقَا)). [راجع: ۲۳۶۵]

قطرانی رحمہ اللہ نے کہا کہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے اگر کوئی زمین بیچے پھر اس میں سے خزانہ نکلے تو وہ بائع ہی کا ہو گا جیسے گھر بیچے اس میں کچھ اسباب ہو تو وہ بائع ہی کو ملے گا مگر مشتری شرط کر لے تو دوسری بات ہے۔

(۳۷۷۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اوسلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر اور عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور انہوں نے (عامر نے) اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے یہ پوچھتے سنا تھا کہ طاعون کے بارے میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لئے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ ابوالنضر نے کہا یعنی بھاگنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تو مت نکلو۔

۳۷۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أَسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ - فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: ((لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ)).

[طرفاء فی: ۵۷۲۸، ۶۹۷۴].

شیراز معلوم ہوا کہ تجارت، سوداگری، جہاد یا دوسری غرضوں کے لئے طاعون زدہ مقامات سے نکلنا جائز ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ طاعون کے زمانے میں اپنے بیٹوں کو دیہات میں روانہ کر دیتے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب طاعون آئے تو پہاڑوں کی کھائیوں، جنگلوں، پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھیل جاؤ، شاید ان صحابہ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کو جا رہے تھے معلوم ہوا کہ وہاں طاعون ہے، واپس لوٹ آئے۔ لوگوں نے کہا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ طاعون میں پہلے شدید بخار ہوتا ہے پھر بغل یا گردن میں گلی گلی تھکی ہے اور آدی مرجاتا ہے۔ طاعون کی موت شہادت ہے۔

(۳۴۷۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے داؤد بن ابی فرات نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ خدا کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

۳۴۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يُعْطَاهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ)). [طرفاه في : ۵۷۳۴، ۶۶۱۹].

(۳۴۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوہ فتح کے موقع پر) چوری کر لی تھی، اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ نے فرمایا۔ پچھلی بہت سی امتیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم!

۳۴۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمُّهُمْ شَأْنَ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: وَمَنْ يَكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ جَبَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَشْفَعُ لِي حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟)) ثُمَّ قَامَ فَاتَّخَطَبَ، ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَوَكَّوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَإِيْمُ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِ

مُحَمَّدٌ سَرَقَتْ لَفَطَفْتُ بِهَا)).
[راجع: ۲۶۴۸]
اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں۔

اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔ چور کا ہاتھ کاٹ ڈالنا شریعت موسوی میں بھی تھا۔ جو کوئی اس سزا کو وحشیانہ بتائے وہ خود وحشی ہے اور جو کوئی مسلمان ہو کر اس سزا کو خلاف تہذیب کہے وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ (وحیدی) حضرت اسامہ رسول اللہ ﷺ کے بڑے ہی چیتے بچے تھے کیونکہ ان کے والد حضرت زید بن حارثہ کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ان کو رسول کریم ﷺ کا بیٹا سمجھتے اور اسی طرح پکارتے مگر آیت کریمہ ﴿أَذْعُوهُمْ لِأَنَّهُمْ بِلُغَةٍ الْاِحْزَابِ: ۵﴾ نے ان کو اس طرح پکارنے سے منع کر دیا۔

۳۴۷۶- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهَلَالِيَّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ خِلَافَهَا، فَجَنَّتْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكِرَاهِيَةَ وَقَالَ: كِلَاكُمَا مُخْسِنٌ، وَلَا تَخْتَلِفُوا، فَإِنْ مَن كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلْ كُنُوا)).
[راجع: ۲۴۱۰]

۳۴۷۶- ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن میسرہ ہلالی سے سنا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک صحابی (عمرو بن عاص) کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے سنا۔ وہی آیت نبی اکرم ﷺ سے اس کے خلاف قرأت کے ساتھ میں سن چکا تھا، اس لئے میں انہیں ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا لیکن میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کی وجہ سے ناراضی کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو۔ آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اسی قسم کے جھگڑوں سے تباہ ہو گئے۔

یعنی قرآن مجید میں جو اختلاف قرأت ہے، اس میں ہر آدمی کو اختیار ہے جو قرأت چاہے وہ پڑھے۔ اس امر میں لڑنا جھگڑنا منع ہے۔ ایسے ہی فروعی اور قیاسی مسائل میں لڑنا جھگڑنا منع ہے اور خواہ مخواہ کسی کو قیاسی مسائل کے لئے مجبور کرنا کہ وہ صرف حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یا صرف حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر چلے یہ ناحق کا تحاکم اور جبر اور ظلم ہے (وحیدی)

۳۴۷۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرْبَةً قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)). [طرفہ فی: ۶۹۲۹]

۳۴۷۷- ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں گویا نبی کریم ﷺ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا۔ لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ ”اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

کہتے ہیں کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے مگر اس صورت میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بنی اسرائیل کے

باب میں نہ لاتے تو ظاہر ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس حدیث سے نصیحت لیں، خصوصاً عالموں اور مولویوں کو جو دین کی باتیں بیان کرنے میں ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ کی راہ میں لوگوں کی طرف سے تکالیف برداشت کرنا پیغمبروں کی میراث ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وقد ذکر مسلم بعد تبخیرج هذا الحديث حديث انه صلى الله عليه وسلم قال في قصة احد كيف يفلح قوم دما وجه بينهم فانزل الله ليس لك من الامر شئى و من ثم قال القرطبي ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم المحاکي والمحكى كما سباني واما النووي فقال هذا النبي الذي جرى له ما حكاها النبي صلى الله عليه وسلم من المتقدمين وقد جرى لنبينا نحو ذلك يوم احد (فتح الباري) یعنی امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھا ہے کہ واقعہ احد پر جب کہ آپ کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ہمارے نبی! آپ کو اس بارے میں مختار نہیں بنایا گیا یعنی قریب ہے کہ یہی لوگ ہدایت پا جائیں (جیسا کہ بعد میں ہوا) اس جگہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس واقعہ کے حاکم اور بھی خود آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔ گویا آپ اپنے ہی متعلق یہ حکایت نقل فرما رہے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ نے یہ کسی گزشتہ نبی ہی کی حکایت نقل فرمائی ہے اور ہمارے نبی محترم ﷺ کے ساتھ بھی جنگ احد میں یہی ماجرا گزرا۔ بہر حال اس حدیث سے بہت سے ایمان افروز نتائج نکلتے ہیں۔ مردان راہ خدا کا یہی طریقہ ہے کہ وہ جانی دشمنوں کو بھی دعائے خیر سے یاد فرمایا کرتے ہیں۔ سچ ہے ﴿وَمَا يُلْقُوا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُوا إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ﴾ (حم سجدہ: ۳۵)

(۳۴۷۸) - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَاثِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَعَسَهُ اللَّهُ مَالًا، فَقَالَ لِنَبِيِّهِ لَمَّا خَضِرَ: أَيُّ أَبِي كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرُ أَبِي. قَالَ: فَإِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَإِذَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي، ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ. فَفَعَلُوا. فَجَمَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ. فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ)). وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَاثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

(۳۴۷۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عقبہ بن عبد الغاثر نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا، میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لئے جب میں مرجاؤں تو مجھے جلاؤ اننا، پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔ اس حدیث کو معاذ غبری نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ بن عبد الغاثر سے سنا، انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

[طرفاء فی : ۶۴۸۱، ۷۵۰۸]

۳۴۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

(۳۴۷۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان

سے عبد الملک بن عمر نے، ان سے ربیع بن حراش نے بیان کیا کہ عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں وہ آپ ہم سے کیوں بیان نہیں کرتے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا تھا کہ ایک شخص کی موت کا وقت جب قریب ہوا اور وہ زندگی سے بالکل ناامید ہو گیا تو اپنے گھروالوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو پہلے میرے لئے بہت سی لکڑیاں جمع کرنا اور اس سے آگ جلاتا۔ جب آگ میرے جسم کو خاکستر بنا چکے اور صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں تو ہڈیوں کو پیس لینا اور کسی سخت گرمی کے دن میں یا (یوں) فرمایا کہ سخت ہوا کے دن میں مجھ کو ہوا میں اڑا دینا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیرے ہی ڈر سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بھی آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ حدیث سنی ہے۔ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک نے بیان کیا اور کہا کہ اس روایت میں فی یوم راح ہے (سوا شک کے) اس کے معنی بھی کسی تیز ہوا کے دن کے ہیں۔

بعض روایتوں میں اس کو کفن چور بتلایا گیا ہے۔ بہر حال اس نے اپنے خیال باطل میں اخروی عذابوں سے بچنے کا یہ راستہ سوچا تھا مگر اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے اس راہ کے ذرے ذرے کو جمع فرما کر اس کو حساب کے لئے کھڑا کر دیا۔ ایسے توہمات باطلہ سرا سر فطرت انسانی کے خلاف ہیں۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْاَشْيَاءَ اَشْوَاقَهَا ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

(۳۴۸۰) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا، ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں کو اس نے یہ کہہ رکھ تھا کہ جب تم کسی کو مفلس پاؤ (جو میرا قرض دار ہو) تو اسے معاف کر دیا کرو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ بھی

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ لِحَذِيفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ رَجُلًا خَضِرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا أَمْسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا مِتُّ فَاجْتَمِعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا، ثُمَّ أَوْزُوا نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَخَذُّوهَا فَاطْحَنُوهَا فَلْزَوْنِي فِي النَّيِّمِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ - أَوْ رَاحٍ - فَجَمَعَهُ اللَّهُ فَقَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ. فَغَفَرَ لَهُ)).

قَالَ عُقْبَةُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ. حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ: ((فِي يَوْمٍ رَاحٍ)).

[راجع: ۳۴۵۲]

۳۴۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إِذَا آتَيْتَ مُغْسِرًا

ہمیں معاف فرمادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

فَتَجَاوَزَ عَنْهُ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهُ.
قَالَ: فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ)).

[راجع: ۲۰۷۸]

(۳۴۸۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انیس زہری نے، انیس حمید بن عبد الرحمن نے اور انیس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلاؤ انا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے اتنا سخت عذاب کرے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں کیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو (اس کی وصیت کے مطابق) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اگر ایک ذرہ بھی کہیں اس کے جسم کا تیرے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لا۔ زمین حکم بجالائی اور وہ بندہ اب (اپنے رب کے سامنے) کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا، تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت کر دی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے صحابہ نے اس حدیث میں لفظ خشیتک کے بدل مخافتک کہا ہے (دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہی ہے)

۳۴۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي، ثُمَّ اطْحَنُونِي، ثُمَّ ذَرُونِي فِي الرِّيحِ، فَوَ اللَّهُ لَئِنْ قَدَرَ اللَّهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا. فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ، فَأَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَرْضَ فَقَالَتْ: اجْمَعِي مَا فِيكَ مِنْهُ، فَفَعَلَتْ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ حَمَلْتَنِي. فَغَفَرَ لَهُ)) وَقَالَ غَيْرُهُ: ((خَشِيتُكَ يَا رَبِّ)).

[طرفہ فی: ۵۷۰۶]

حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الفاظ لن قدر اللہ علی اس شخص نے غلبہ خوف و دہشت کی بنا پر زبان سے نکالے جب کہ وہ حالت غفلت اور نسیان میں تھا اسی لئے یہ الفاظ اس کے لئے قابل مواخذہ نہیں ہوئے۔

(۳۴۸۲) مجھ سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے

۳۴۸۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((عَذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتَهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارُ، لَا هِيَ أَطْعَمَتَهَا وَلَا سَقَتَهَا إِذْ

حَسَنَتَهَا وَلَا هِيَ تَرَكَهَا تَأْكُلُ مِنْ غَشَاشِ الْأَرْضِ))۔
کے لئے کوئی چیز نہ دی، نہ پینے کے لئے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی
کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھاتی۔

بعض دیوبندی تراجم میں یہاں گھاس پھوس کا ترجمہ کیا گیا ہے جو غالباً لفظ حشاش حاشے حلی کے کا ترجمہ ہے مگر مشاہدہ یہ ہے کہ
بلی گھاس پھوس نہیں کھاتی۔ اس لئے یہاں لفظ حشاش بھی صحیح نہیں، اور یہ ترجمہ بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۴۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ غَقْبَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ)).
۳۴۸۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے زہیر نے، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے ربیع بن جرّاش نے، کہا ہم سے ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے، کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لوگوں نے اگلے پیغمبروں کے کلام جو پائے ان میں یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں
حیاء نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر۔

[طرفہ فی : ۳۴۸۴، ۶۱۲۰]۔

۳۴۸۴- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ جَرَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)).
۳۴۸۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے ربیع بن جرّاش سے سنا، وہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگلے پیغمبروں کے کلام میں سے لوگوں نے جو پھلایا یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ ہو پھر جو جی چاہے کر۔

[راجعہ : ۳۴۸۳]

تفسیر فتح
فارسی میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ مطلب یہ ہے کہ جب حیا شرم ہی نہ رہی ہو تو تمام برے کام شوق سے کرتا رہ۔ آخر ایک دن ضرور عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اس حدیث کی سند میں منصور کے سماع کی ربیع سے صراحت ہے۔ دوسرے افعال کی جگہ اصنع ہے۔ لہذا تکرار بے فائدہ نہیں ہے۔

۳۴۸۵- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُورُ إِزَارَةً مِنَ الْخِيَلَاءِ خَسِيفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.
۳۴۸۵) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عبد الرحمن بن خالد نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

[طرفہ فی : ۵۷۹۰]۔

اس روایت میں قارون مراد ہے جس کے وحشائے جانے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

(۳۴۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم (دنیا میں) تمام امتوں کے آخر میں آئے لیکن (قیامت کے دن) تمام امتوں سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں ملی اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (ہفتہ کو) کر لیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو)

(۳۴۸۷) پس ہر مسلمان کو ہفتے میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) تو اپنے جسم اور سر کو دھو لینا لازم ہے۔

۳۴۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْأَخِيرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَبْدَأُ كُلُّ أُمَّةٍ أَوَّلُ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوَّلُنَا مِنْ بَعْدِهِمْ. فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَذَا لِلْيَهُودِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى)). [راجع: ۲۳۸]

۳۴۸۷- ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ لِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ)).

[راجع: ۸۹۷]

(۳۴۸۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اپنے آخری سفر میں ہمیں خطاب فرمایا اور (خطبہ کے دوران) آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا، میں سمجھتا ہوں کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی اس طرح نہ کرتا ہو گا اور نبی کریم ﷺ نے اس طرح بال سنوارنے کا نام ”الزور“ (فریب و جھوٹ) رکھا ہے۔ آپ کی مراد وصال فی الشجر سے تھی۔ یعنی بالوں میں جوڑ لگانے سے تھی (جیسے اکثر عورتیں مصنوعی بالوں میں جوڑ کیا کرتی ہیں) آدم کے ساتھ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۴۸۸- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مَرْوَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ: ((قَدِيمٌ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةِ أَخْبَرَنِي قَدِيمَةً قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُتْبَةً مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَاهُ الزُّورَ. يَعْنِي الْوَصَالَ فِي الشَّجَرِ)). تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

[راجع: ۳۴۶۸]

عورت کا ایسے مصنوعی بالوں سے زینت کرنا منع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں پر کتاب الانبیاء کو ختم فرما دیا جس میں احادیث مرفوعہ اور مکررات اور تطبیقات وغیرہ مل کر سب کی تعداد دو سو نو احادیث ہیں۔ اہل علم تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ فرمائیں۔